جاوید احمد غامدی

ترجمہ و تحقیق: ڈاکٹر محمد عامر گزدر

علامات قیامت

(۱)

— ۱ —

عَنْ أَنَسٍ،[١] أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الْأَمَارَاتُ[٢] خَرَزَاتٌ مَنْظُومَاتٌ بِسِلْكٍ، فَإِذَا انْقَطَعَ السِّلْكُ تَبِعَ بَعْضُهُ بَعْضًا».

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی علامات گویا ایک دھاگے میں ترتیب سے پروئے ہوئے موتی ہیں، جب دھاگا ٹوٹ جائے گا تو یہ موتی بھی ایک دوسرے کے بعد گرنا شروع ہو جائیں گے۔[١]

۱۔ یہ اِن علامتوں کے نمودار ہونے کی تمثیل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب قیامت قریب ہو گی تو اُس کی یہ علامتیں بھی ٹوٹے ہوئے دھاگے کے موتیوں کی طرح آگے پیچھے آنا شروع ہو جائیں گی۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مستدرک حاکم، رقم ۸۶۳۹ سے لیا گیا ہے۔ انس بن مالک سے منقول اِس روایت کا یہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

واحد طریق ہے۔ عبد اللہ بن عمرو سے مروی اِس کا ایک تنہا شاہد مستدرک حاکم، رقم ۸۴۶۱ میں دیکھ لیا جا سکتا ہے۔

۲۔ عبد اللہ بن عمرو کی روایت مستدرک حاکم، رقم ۸۴۶۱ میں یہاں 'الْأَمَارَات' کے بجائے 'الْآيَات' کا لفظ آیا ہے۔ معنی کے اعتبار سے دونوں مترادف ہیں۔

— ۲ —

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:[۱] كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْيَاءَ، مِنْهَا: قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهَ، مَتَى [تَقُومُ[۲]] السَّاعَةُ؟ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا الْمَسْؤولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا:[۳] إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا،[۴] فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَتِ[۵] الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ [الْعَالَةُ[۶]] [الصُّمَّ الْبُكْمَ[۷]] رُءُوسَ النَّاسِ،[۸] فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ[۹] فِي الْبُنْيَانِ، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا»[۱۰]... قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رُدُّوا عَلَيَّ الرَّجُلَ»، فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوهُ، فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ».[۱۱]

وَفِي طَرِيقٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: "[۱۲]... قَالَ: فَمَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ، مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ إِنْ شِئْتَ نَبَّأْتُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا»، قَالَ: أَجَلْ، قَالَ: «إِذَا رَأَيْتَ الْعَالَةَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبِنَاءِ، وَكَانُوا مُلُوكًا»، قَالَ: مَا الْعَالَةُ

الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ؟ قَالَ: «الْعُرَيْبُ»،[3] قَالَ: «وَإِذَا رَأَيْتَ الْأَمَةَ تَلِدُ رَبَّتَهَا، فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ»، قَالَ: صَدَقْتَ، ثُمَّ نَهَضَ فَوَلَّى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَيَّ بِالرَّجُلِ»، فَطَلَبْنَاهُ كُلَّ مَطْلَبٍ فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَنْ هٰذَا؟ هَذَا جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ لِيُعَلِّمَكُمْ دِينَكُمْ».

ابوہریرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کچھ باتوں سے متعلق آپ سے سوالات کیے۔ اُن میں ایک یہ سوال بھی تھا کہ اے اللہ کے رسول، قیامت کب قائم ہو گی؟ آپ نے فرمایا: اِس کے بارے میں جس سے پوچھا گیا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن میں تمھیں اِس کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں: جب لونڈی اپنے مالک کو جن دے گی تو یہ اُس کی ایک نشانی ہو گی۔[1] اور جب (عرب کے) یہ ننگے پاؤں، ننگے بدن پھرنے والے نادار، گونگے اور بہرے، لوگوں کے حکمران ہوں گے تو یہ بھی قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہو گی۔[2] اور جب بھیڑ بکریاں چرانے والے بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوں گے تو یہ بھی اُسی کی ایک نشانی ہو گی[3]... ابوہریرہ کہتے ہیں: آپ کے ساتھ اِس گفتگو کے بعد یہ شخص چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس کو بلا کر واپس میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ لوگ اُسے لوٹانے کے لیے نکلے، لیکن اُنھوں نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس پر فرمایا: یہ جبریل تھے جو لوگوں کو اُن کا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب کے ایک طریق میں یہی واقعہ اِس طرح بیان ہوا ہے کہ اُس شخص نے پوچھا: قیامت کب ہو گی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک ہے، اِس کے بارے میں جس سے پوچھا گیا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن تم چاہو تو میں تمھیں اِس کی نشانیاں

بتا سکتا ہوں۔ اُس نے کہا: ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا: جب تم دیکھو گے کہ یہ نادار، ننگے بدن اور ننگے پاؤں پھرنے والے لوگوں کے بادشاہ بنے ہوئے ہیں اور دیکھو گے کہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں وہ ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہیں۔ اُس شخص نے پوچھا: نادار، ننگے بدن اور ننگے پاؤں پھرنے والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہی بے نوا عرب۔ فرمایا: اور جب لونڈی کو اپنی مالکہ جنتے دیکھو گے تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہو گی۔ اُس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر وہ شخص اٹھا اور واپس چلا گیا۔ آپ نے فرمایا: اِس شخص کو بلا کر واپس میرے پاس لاؤ۔ سیدنا عمر کہتے ہیں کہ ہم نے اُس کو ہر جگہ تلاش کرنے کی کوشش کی، لیکن کہیں پا نہیں سکے۔ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو، یہ آدمی کون تھا؟ یہ جبریل تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے کے لیے تم لوگوں کے پاس آئے تھے۔

۱۔ یہ نہایت بلیغ تعبیر ہے جس کا مدعا، ہمارے نزدیک یہ ہے کہ غلامی ایک ادارے کی حیثیت سے عالمی سطح پر ختم ہو جائے گی۔ یہ واقعہ اُس وقت ہوا، جب اقوام متحدہ نے ۱۹۴۸ء میں انسانی حقوق کے منشور کا اعلان کر دیا۔

۲۔ اصل میں ’العراة الحفاة العالة‘ کے الفاظ آئے ہیں۔ اِن پر الف لام عہد کا ہے۔ اِسی روایت کا جو طریق سیدنا عمر کے حوالے سے اِس کے بعد مذکور ہے، اُس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اِن سے مراد عرب ہی کے ننگے پاؤں، ننگے بدن پھرنے والے نادار چرواہے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اِس تبدیلی کی ابتدا ابھی قریب قریب اُسی زمانے میں ہوئی جو اوپر غلامی کے خاتمے کا بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہی چرواہے اب ’جلالة الملک‘ بنے ہوئے ہیں۔

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہو گئی ہے، اور ایک کے بعد دوسری بلند ترین عمارت بنانے کا جو مقابلہ اِس وقت سر زمین عرب میں جاری ہے، اُسے ہر شخص بہ چشم سر دیکھ سکتا ہے۔

۴۔ مطلب یہ ہے کہ نہ وہ شخص دکھائی دیا اور نہ اُس کے کوئی آثار نظر آئے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً صحیح مسلم، رقم ۹ سے لیا گیا ہے۔ اسلوب و تعبیر کے کچھ اختلاف کے ساتھ

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ابوہریرہ سے اِس واقعے کے باقی طرق اِن مراجع میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۵۵۷۔ مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷۔ مسند احمد، رقم ۹۱۲۸، ۹۵۰۱۔ صحیح بخاری، رقم ۵۰، ۴۷۷۷۔ صحیح مسلم، رقم ۱۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۶۴، ۴۰۴۴۔ مسند بزار، رقم ۴۰۲۵۔ تعظیم قدر الصلاۃ، محمد بن نصر مروزی، رقم ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۴۹۹۱۔ صحیح ابن خزیمۃ، رقم ۲۲۴۴۔ شرح مشکل الآثار، طحاوی، رقم ۲۹۸۵۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۵۹۔ الابانۃ الکبریٰ، ابن بطۃ، رقم ۸۳۲۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۵، ۱۶، ۱۵۸، ۱۵۹۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ابو نعیم، ۶/ ۶۴۔ السنن الواردۃ فی الفتن، دانی، رقم ۳۹۳۔

ابوہریرہ کی اِس روایت کے شواہد سیدنا عمر بن خطاب، عبد اللہ بن عباس، ابومالک اشعری اور حارث اشعری سے بھی نقل ہوئے ہیں۔ سیدنا عمر کی روایت کے طرق اِن مراجع میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: مسند احمد، رقم ۱۸۴، ۳۶۷، ۳۶۸۔ صحیح مسلم، رقم ۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۶۳۔ سنن ابی داود، رقم ۴۶۹۵۔ سنن ترمذی، رقم ۲۶۱۰۔ تعظیم قدر الصلاۃ، محمد بن نصر مروزی، رقم ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۷۵۔ القدر، فریابی، رقم ۲۱۰، ۲۱۲۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۴۹۹۰۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۶۸، ۱۷۳۔ الشریعۃ، آجری، رقم ۲۰۶۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱، ۲، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۴، ۱۵۷، ۱۸۵۔ القضاء والقدر، بیہقی، رقم ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳۔ دلائل النبوۃ، بیہقی، ۷/ ۶۹۔ شعب الایمان، بیہقی، رقم ۱۹۔

ابن عباس کے طریق کی روایتیں اِن مراجع میں نقل ہوئی ہیں: مسند احمد، رقم ۲۹۲۴، ۱۷۱۶۹۔ مسند بزار، رقم ۴۸۳۲۔ مسند حارث، رقم ۹۔ ابومالک اشعری کا طریق مسند احمد، رقم ۱۷۱۶۷، ۱۷۱۶۹، ۱۷۵۰۲ میں دیکھ لیا جا سکتا ہے، جب کہ حارث اشعری کی روایت کا تنہا ماخذ جزء لؤلؤ بن احمد، رقم ۱۰ ہے۔

۲۔ صحیح مسلم، رقم ۱۰۔

۳۔ بعض طرق، مثلاً مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۶۵ میں یہاں اِس کے بجاے 'وَلَكِنْ لَهَا عَلَامَاتٌ تُعْرَفُ بِهَا'، ''لیکن اِس کی کچھ نشانیاں ہیں، جن سے اِس کا قرب معلوم ہو جائے گا'' کا جملہ روایت ہوا ہے۔

۴۔ بعض روایتوں، مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۵۵۷ میں یہاں 'رَبَّهَا'، ''اپنے مالک'' کے بجاے 'رَبَّتَهَا'، ''اپنی مالکہ'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ حارث اشعری کے طریق جزء لؤلؤ بن احمد، رقم ۱۰ میں 'سَيِّدَهَا'، ''اپنا سردار'' کے الفاظ آئے ہیں۔ سیدنا عمر سے منقول بعض طرق، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۸۴ میں 'وَوَلَدَتِ

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

الْإِمَاءُ أَرْبَابَهُنَّ'، ''اور جب باندیاں اپنے آقاؤں کو جنیں گی'' کے الفاظ ہیں۔

۵۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۲۴۴ میں یہاں 'کَانَتْ' کے بجاے 'صَارَ' کا لفظ آیا ہے۔ معنی کے لحاظ سے یہاں دونوں ایک ہی مدعا پر دلالت کرتے ہیں۔

۶۔ یہ اضافہ سیدنا عمر کے ایک طریق مسند احمد، رقم ۱۸۴ سے لیا گیا ہے۔

۷۔ صحیح مسلم، رقم ۱۰۔

۸۔ کئی طرق، مثلاً مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۱۶۵ میں یہاں 'رُءُوسَ النَّاسِ'، ''لوگوں کے حکمران'' کے بجاے 'مُلُوكَ الْأَرْضِ'، ''زمین کے بادشاہ'' کے الفاظ ہیں۔

۹۔ بعض طرق، مثلاً سنن ابن ماجہ، رقم ۶۴ میں یہاں 'رِعَاءُ الْبَهْمِ' کے بجاے 'رِعَاءُ الْغَنَمِ' کے الفاظ آئے ہیں۔ معنی کے لحاظ سے دونوں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ الابانۃ الکبریٰ، ابن بطہ، رقم ۸۳۲ میں 'أَهْلُ الشَّاءِ'، ''بکریاں چرانے والے'' کے الفاظ ہیں۔ صحیح بخاری، رقم ۵۰ میں 'وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الإِبِلِ البُهْمُ فِي البُنْيَانِ'، ''اور جب اونٹ چرانے والے یہ سیاہ رنگ کے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوں گے'' کے الفاظ روایت ہوئے ہیں، جب کہ سیدنا عمر کی روایت کے اکثر طرق، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۸۴ میں 'رِعَاءُ الْبَهْمِ' کے بجاے 'رِعَاءُ الشَّاءِ' کے الفاظ ہیں۔ معنی کے اعتبار سے یہ دونوں مترادف ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۰۔ سیدنا ابن عباس کے ایک طریق مسند احمد، رقم ۲۹۲۴ میں یہاں 'فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا'، ''تو یہ بھی اُسی کی ایک نشانی ہو گی'' کے بجاے 'فَذَلِكَ مِنْ مَعَالِمِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا'، ''تو یہ بھی قیامت کے آثار اور اُس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہو گی'' کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۱۔ سیدنا عمر سے مروی کئی طرق، مثلاً مسند احمد، رقم ۳۶۷ میں یہاں 'فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ'، ''یہ جبریل تھے جو تمھارا دین سکھانے کے لیے تمھارے پاس آئے تھے'' کے الفاظ روایت ہوئے ہیں، جب کہ اُنھی کی بعض روایتوں، مثلاً سنن ابن ماجہ، رقم ۶۳ میں 'ذَاكَ جِبْرِيلُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ مَعَالِمَ دِينِكُمْ'، ''یہ جبریل تھے جو تمھارے دین کی بنیادی باتیں سکھانے کے لیے تمھارے پاس آئے تھے'' کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۷۳۔

۱۳۔ ابن عباس کی ایک روایت مسند احمد، رقم ۲۹۲۴ میں یہ بات اِس طرح نقل ہوئی ہے: 'قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ، وَمَنْ أَصْحَابُ الشَّاءِ وَالْحُفَاةُ الْجِيَاعُ الْعَالَةُ؟ قَالَ: «الْعَرَبُ»'، ''اُس نے پوچھا، یہ بکریاں چرانے والے، ننگے پاؤں پھرنے والے، بھوکے اور نادار کون ہوں گے، یا رسول اللہ؟ فرمایا: یہی عرب''۔ ابومالک اشعری کے ایک طریق مسند احمد، رقم ۱۷۱۶۷ میں یہ الفاظ آئے ہیں: 'قَالَ: وَمَنْ أُولَئِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الْعُرَيْبُ'، ''اُس شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ، یہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: یہی بے نوا عرب''۔

— ۳ —

عَنْ أَنَسٍ،[1] أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلاَمٍ، بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ فَأَتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلاَثِ [خِصَالٍ[2]] لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ، [فَإِنْ أَخْبَرْتَنِي بِهَا آمَنْتُ بِكَ، وَإِنْ لَمْ تَعْلَمْهُنَّ عَرَفْتُ أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ،[3]] [قَالَ: «سَلْ»[4]] [قَالَ:[5]] مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الجَنَّةِ؟ وَمَا بَالُ الوَلَدِ يَنْزِعُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟[6] قَالَ [رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:[7]] «أَخْبَرَنِي بِهِ[8] جِبْرِيلُ آنِفًا» قَالَ ابْنُ سَلاَمٍ: [جِبْرِيلُ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ:[9]] ذَاكَ عَدُوُّ اليَهُودِ مِنَ المَلاَئِكَةِ، [فَقَرَأَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾.[10]] [البقره: ۹۷] قَالَ: «أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ المَشْرِقِ إِلَى المَغْرِبِ،[11] وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الحُوتِ،[12] وَأَمَّا [شَبَهُ[13]] الوَلَدِ [أَبَاهُ وَأُمَّهُ،[14]] فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ

المَرْأَةِ نَزَعَ الوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ المَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الوَلَدَ»[15] قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اليَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي، قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلاَمِي، فَجَاءَتِ اليَهُودُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلاَمٍ فِيكُمْ؟» قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا، [وَعَالِمُنَا وَابْنُ عَالِمِنَا، وَأَفْقَهُنَا وَابْنُ أَفْقَهِنَا،[16]] فَقَالَ النَّبِيُّ: «أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلاَمٍ» قَالُوا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: مِثْلَ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا [وَجَاهِلُنَا وَابْنُ جَاهِلِنَا[17]]، وَتَنَقَّصُوهُ،[18] قَالَ [ابْنُ سَلاَمٍ:[19]] هٰذَا كُنْتُ أَخَافُ [مِنْهُمْ[20]] يَا رَسُولَ اللّٰهِ.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

انس بن مالک کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن سلام کو یہ خبر ملی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے ہیں تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سے کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھیں۔ اُنھوں نے اُس موقع پر کہا: میں آپ سے تین ایسی باتیں پوچھنا چاہتا ہوں جنھیں کوئی نبی ہی جان سکتا ہے۔ سو آپ نے اگر اُن کے بارے میں مجھے صحیح بتا دیا تو میں آپ کی رسالت پر ایمان لے آؤں گا، لیکن آپ کو اُن باتوں کا علم نہ ہوا تو میں جان لوں گا کہ آپ کوئی نبی نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: پوچھو۔ اُنھوں نے کہا: قیامت کی پہلی علامت کیا ہو گی؟ اہل جنت پہلا کھانا کیا کھائیں گے؟ اِس کی کیا وجہ ہے کہ بچہ کبھی باپ کے مشابہ ہوتا اور کبھی ماں کی شکل و صورت پر ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل نے مجھے ابھی اِس کی خبر دی ہے۔ عبد اللہ بن سلام

نے پوچھا: جبریل نے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا: وہ تو فرشتوں میں یہود کا دشمن ہے۔ اِس پر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''جو لوگ جبریل کے دشمن ہیں، وہ در حقیقت اللہ کے دشمن ہیں، اِس لیے کہ اُس نے تو (اے پیغمبر)، اِسے اللہ کے اذن ہی سے تمھارے قلب پر نازل کیا ہے[1]'' (البقرہ ۲: ۹۷)۔ آپ نے فرمایا: قیامت کی پہلی علامت آگ ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک لے جا کر جمع کر دے گی۔[2] اور اہل جنت جو پہلا کھانا (جنت میں) کھائیں گے، وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہو گا۔[3] اور جہاں تک بچے کی اپنی ماں اور باپ سے مشابہت کی بات ہے تو جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر سبقت لے جاتا ہے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی سے آگے بڑھ جائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔[4] عبد اللہ بن سلام نے یہ جوابات سنے تو کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اِس کے بعد اُنھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، یہود بہت زیادہ بہتان لگانے والے لوگ ہیں۔ اِس سے پہلے کہ اُن کو میرے اسلام لانے کا علم ہو، آپ اُن سے میرے متعلق سوال پوچھیے گا۔ چنانچہ یہودی آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا: تمھارے لوگوں میں عبد اللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ اُنھوں نے جواب میں کہا: وہ ہمارا بہترین آدمی اور ہمارے بہترین شخص کا بیٹا ہے۔ وہ ہمارا سب سے صاحب فضیلت آدمی اور ہمارے افضل ترین شخص کا بیٹا ہے۔ وہ ہمارا صاحب علم شخص اور ہمارے عالم کا بیٹا ہے۔ اور وہ ہمارا سب سے بڑھ کر صاحب فہم آدمی اور ہمارے سب سے بڑے صاحب فہم شخص کا بیٹا ہے۔ اِس پر آپ نے فرمایا: اگر عبد اللہ بن سلام اسلام لے آئے تو تمھارے کیا تاثرات ہوں گے؟ اُنھوں نے کہا: اللہ اُنھیں ایسے اقدام سے اپنی پناہ میں رکھے۔ پھر آپ نے اپنا یہی سوال اُن کے سامنے دہرایا اور اُنھوں نے یہی جواب دیا۔ پھر عبد اللہ بن سلام باہر نکل کر اُن کے سامنے آئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر اُن یہودیوں نے کہا: یہ ہم میں سب سے بُرا اور ہمارے سب سے بُرے آدمی کا بیٹا ہے اور ہمارا جاہل آدمی اور ہمارے جاہل آدمی کا بیٹا ہے۔ اِس

طرح اُنھوں نے عبد اللہ بن سلام کے بارے میں بہت سی بری باتیں کہیں۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا: اے اللہ کے رسول، مجھے اِن سے یہی اندیشہ تھا۔

۱۔ ابن جریر طبری نے جو تفسیری روایتیں سورۂ بقرہ (۲) کی اِس آیت کے تحت نقل کی ہیں، اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کا عام خیال یہ تھا کہ اُن پر جو سختی، مصیبت اور عذاب بھی آیا ہے، وہ جبریل ہی لے کر آتے رہے ہیں۔ میکائیل علیہ السلام کو، اِس کے برخلاف وہ رأفت و رحمت کا فرشتہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب قرآن کے بارے میں یہ ذکر ہوا کہ اُسے جبریل نے نازل کیا ہے تو اُنھوں نے یہی خیال کیا کہ جبریل نے یہ کتاب اُنھی کی دشمنی میں اُن کے کسی آدمی کے بجاے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتار دی ہے۔ عبد اللہ بن سلام نے یہ بات غالباً اِسی پس منظر میں کہی ہے، جس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

۲۔ اِس آگ کا ذکر دوسری روایتوں میں بھی ہوا ہے، لیکن وہاں یہ بات بیان نہیں ہوئی کہ جب وقوع قیامت کے آثار نمودار ہونا شروع ہوں گے تو یہی پہلی علامت ہو گی۔ چنانچہ اِس روایت کی نسبت اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح ہے تو اِس کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ علی الاطلاق پہلی علامت کا نہیں، بلکہ اُس مرحلے کی پہلی علامت کا ذکر ہے جس کے فوراً بعد صور پھونک دیا جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی۔

۳۔ اِس طرح کی چیزیں امور متشابہات میں سے ہیں، جن کی حقیقت اُسی وقت معلوم ہو گی، جب یہ سامنے آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تنبیہ فرمائی ہے کہ کسی صاحب ایمان کو اِن کے درپے بھی نہیں ہونا چاہیے۔

۴۔ سادہ لفظوں میں یہ غالباً اُسی حقیقت کا ذکر ہے جسے سائنس کی زبان میں ماں یا باپ کی طرف سے جین کے انتقال میں سبقت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.org

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح بخاری، رقم ۳۹۳۸ سے لیا گیا ہے۔ الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ اِس کے باقی طرق اِن مراجع میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: مسند طیالسی، رقم ۲۱۶۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۹۸۷، ۳۷۳۱۶۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷، ۱۲۹۷۰، ۱۳۸۶۸۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۱۳۸۹۔ صحیح بخاری، رقم ۳۳۲۹، ۴۴۸۰۔ الاوائل، ابن ابی عاصم، رقم ۸۰، ۱۹۳۔ مسند بزار، رقم ۶۵۶۶۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۱۹۷،

۹۰۲۶، ۱۰۹۲۵۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۳۴۱۴، ۳۷۴۲، ۳۷۸۲، ۳۸۵۶۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۶۱۷، ۷۴۲۳۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۳۶۵۔ الاوائل، طبرانی، رقم ۸۳۔ الاحادیث الطوال، طبرانی، رقم ۷۔ فوائد تمام، رقم ۲۳۲۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ابو نعیم، ۲۵۲/۶۔ دلائل النبوۃ، ابو نعیم، رقم ۲۴۷۔ دلائل النبوۃ، بیہقی، ۵۲۸/۲۔ ۲۶۰/۶۔

۲۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷۔

۳۔ مسند احمد، رقم ۱۳۸۶۸۔

۴۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۱۳۸۹۔

۵۔ صحیح بخاری، رقم ۳۳۲۹۔

۶۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷ میں یہاں یہی سوال 'وَمِنْ أَيْنَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ؟' کے الفاظ میں نقل ہوا ہے۔ معنی کے اعتبار سے یہ دونوں اسالیب مترادف ہیں۔ صحیح بخاری، رقم ۳۳۲۹ میں اِس کی جگہ یہ الفاظ ہیں: 'وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ الوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ؟ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزِعُ إِلَى أَخْوَالِهِ؟'، ''اوراِس کی کیا وجہ ہے کہ بچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے، اور کیا وجہ ہے کہ کبھی اپنے ماموؤں کی شکل وصورت پر ہوتا ہے؟''

۷۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷۔

۸۔ اکثر طرق، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۳۸۶۸ میں یہاں 'بِهِ'، ''اِس بات کی'' کے بجائے 'بِهِنَّ'، ''اِن باتوں کی'' کا لفظ آیا ہے۔

۹۔ صحیح بخاری، رقم ۴۴۸۰۔

۱۰۔ صحیح بخاری، رقم ۴۴۸۰۔

۱۱۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷ میں یہاں 'أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، فَنَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْمَشْرِقِ فَتَحْشُرُ النَّاسَ إِلَى الْمَغْرِبِ'، ''قیامت کی پہلی علامت ایک آگ ہو گی جو مشرق سے اُٹھے گی اور پھر لوگوں کو مغرب تک لے جا کر جمع کر دے گی'' کے الفاظ آئے ہیں، جب کہ الاوائل، ابن ابی عاصم، رقم ۸۰ میں 'أَوَّلُ شَيْءٍ يَحْشُرُ النَّاسَ نَارٌ تَجِيءُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ تَحْشُرُهُمْ إِلَى الْمَغْرِبِ'، ''پہلی چیز جو لوگوں کو جمع کرے گی، وہ ایک آگ ہو گی جو مشرق کی طرف سے آئے گی اور لوگوں کو مغرب تک لے جا کر جمع کر دے گی'' کے الفاظ ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۷۴۲۳ میں یہاں 'أَوَّلُ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ رَأْسُ ثَوْرٍ وَكَبِدُ حُوتٍ'، ''اہل جنت جو پہلی چیز (جنت میں) کھائیں گے، وہ بیل کی سری اور مچھلی کا جگر ہو گا'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

۱۳۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷۔

۱۴۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷۔

۱۵۔ صحیح بخاری، رقم ۳۳۲۹ میں آپ کا یہ جواب اِن الفاظ میں نقل ہوا ہے: 'وَأَمَّا الشَّبَهُ فِي الوَلَدِ: فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَشِيَ المَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُهُ كَانَ الشَّبَهُ لَهُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَهُ لَهَا'، ''اور جہاں تک بچے کی مشابہت کی بات ہے تو مرد جب عورت سے ملاقات کرتا ہے، اُس موقع پر اُس کا نطفہ عورت کے نطفے پر سبقت لے جائے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کا پانی (مرد کے پانی سے) آگے بڑھ جائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے''۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۶۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷۔

۱۷۔ مسند احمد، رقم ۱۳۸۶۸۔

۱۸۔ صحیح بخاری، رقم ۳۳۲۹ میں یہاں یہی بات 'وَوَقَعُوا فِيهِ' کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ معنی کے اعتبار سے یہ دونوں اسالیب مترادف ہیں۔

۱۹۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷۔

۲۰۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۵۷۔

— ۴ —

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، قَالَ:[۱] كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَجَاءَ رَجُلَانِ فَقَالَا: أَتَيْنَاكَ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ [بْنِ الْحَكَمِ[۲]]، فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا خُرُوجُ الدَّجَّالِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: كَذَبَ مَرْوَانُ، لَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ حَدِيثًا مَا نَسِيتُهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، أَوْ[3] خُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، فَأَيَّتُهَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْأُخْرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا»[4] قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: وَأَنَا أَظُنُّ أَوَّلَهَا طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا.

ابوزرعہ بن عمرو سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم عبد اللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے تھے کہ دو آدمی آئے اور اُنھوں نے کہا: ہم آپ کے پاس مروان بن حکم کے ہاں سے آئے ہیں۔ ہم نے اُنھیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں نمودار ہونے والی اولین نشانی دجال کا ظہور ہو گا۔ اِس پر عبد اللہ بن عمرو نے کہا: مروان نے صحیح بات نہیں کہی۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس باب میں ایک ایسی بات سن رکھی ہے، جسے میں بھولا نہیں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: سب سے پہلی نشانی جو رونما ہو گی، وہ یہ ہے کہ سورج اپنے غروب کی جگہ سے طلوع ہو گا[1] یا پھر یہ ہو گی کہ زمین کا جانور[2] عین چاشت کے وقت ظاہر ہو جائے گا۔ اِن میں سے جو علامت بھی پہلے ظاہر ہو گی، زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ دوسری بھی اُسی کے پیچھے نمودار ہو جائے گی۔ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ اِن میں سے پہلی یہی ہو گی کہ سورج اپنے غروب کی جگہ سے طلوع ہو گا۔[3]

۱۔ یہ اگر کسی حقیقت کی تمثیل نہیں ہے تو الفاظ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وقوع قیامت کے وقت زمین کی گردش یک بہ یک الٹ جائے گی اور مشرق مغرب میں تبدیل ہو جائے گا۔

۲۔ اِسے زمین کا جانور، غالباً اِس لیے کہا گیا ہے کہ زمین کے پیٹ سے یہ براہ راست اُسی طرح پیدا ہو جائے گا، جس طرح تمام مخلوقات ابتدا میں پیدا ہوئی ہیں۔ چنانچہ اِسی کے ساتھ اُن تمام قیاسات کی حقیقت بھی واضح

ہو جائے گی جو نظریۂ ارتقا اور اِس طرح کے بعض دوسرے نظریات کی صورت میں اِس وقت زیر بحث ہیں۔

۳۔ پچھلی روایت کے پیش نظر اِنھیں اُس مرحلے کی نشانیاں سمجھنا چاہیے، جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور لوگ منتظر ہوں گے کہ اب صبح یا شام، کسی بھی وقت قیامت برپا ہو جائے گی۔ اِس کے بعد کسی وقت وہ آگ نمودار ہوگی، جس کا ذکر پیچھے ہوا ہے اور اُس کے ساتھ ہی صور پھونک دیا جائے گا۔ چنانچہ اِس لحاظ سے دیکھیے تو یہی آگ وقوع قیامت کی پہلی علامت بن جائے گی۔

اِن روایتوں کی نسبت اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح ہے تو اِن میں تطبیق کی یہی ایک صورت قرین قیاس ہے، ورنہ ماننا پڑے گا کہ پہلی نشانی کے بارے میں یہ تضادات راویوں کے تصرفات نے پیدا کر دیے ہیں۔

متن کے حواشی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً مسند طیالسی، رقم ۲۳۶۲ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے متابعات اِن مراجع میں نقل ہوئے ہیں: مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۹۷۰، ۳۷۲۸۸۔ مسند احمد، رقم ۶۵۳۱، ۶۸۸۱۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۳۲۶۔ صحیح مسلم، رقم ۲۹۴۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۶۹۔ سنن ابی داود، رقم ۴۳۱۰۔ الاوائل، ابن ابی عاصم، رقم ۶۲۔ تفسیر طبری، رقم ۱۴۲۱۴۔ حدیث السراج، رقم ۲۶۸۷۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۰۵، ۱۰۰۶۔ مستدرک حاکم، رقم ۸۶۴۵۔ امالی ابن بشران، رقم ۷۱۴۔

۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۲۸۸۔

۳۔ بعض طرق، مثلاً صحیح مسلم، رقم ۲۹۴۱ میں یہاں 'أَوْ' کے بجاے 'وَ' کا حرف نقل ہوا ہے۔

۴۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۶۵۳۱ میں یہاں 'فَالْأُخْرَى مِنْهَا قَرِيبٌ'، ''زیادہ وقت نہیں گزرے گا کہ دوسری بھی نمودار ہو جائے گی'' کا اسلوب ہے۔

— ۵ —

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ:[۱] «ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ، أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا:

طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ».

ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین نشانیاں ایسی ہیں کہ جب وہ نمودار ہو جائیں گی تو اُس وقت کسی ایسے شخص کو اُس کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں اُس نے کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔[1] ایک سورج کا اپنے مغرب سے طلوع ہونا، دوسرے دجال[2] اور تیسرے زمین کا جانور۔

۱۔ آگے جن تین نشانیوں کا ذکر ہے، یہ بات اِنھی کے بارے میں غالباً اِس لیے کہی گئی ہے کہ یہ اگر فی الواقع اُسی طرح نمودار ہو جائیں، جس طرح کہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے تو اِن کے ظہور کی کوئی دوسری توجیہ اِس کے علاوہ کسی شخص کے لیے کرنا ممکن نہیں ہو گا کہ یہ اُسی قیامت کی نشانیاں ہیں، جس کی خبر اللہ کے پیغمبر ہمیشہ دیتے رہے ہیں۔ دوسری نشانیوں پر، اگر غور کیجیے تو اُن کے بارے میں کچھ نہ کچھ سخن سازی لوگ ہر وقت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ حجاب کسی حد تک باقی رہتا ہے جو آزمایش کے لیے ضروری ہے۔

۲۔ یہ بڑے دغاباز، فریبی اور مکار کے معنی میں اسم صفت ہے۔ اِس باب کی روایتوں میں اِس کا ذکر مختلف ناموں سے ہوا ہے، جن میں سے ایک 'المسیح الدجال' بھی ہے۔ یہ اُسی طرح کی ترکیب ہے، جیسے کسی شخص کو 'النبي الکاذب' کہا جائے۔ لفظ 'النبي' جس طرح اصطلاح بن چکا ہے، لفظ 'المسیح' کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اِسے کسی طرح بھی اِس کے لغوی مفہوم میں نہیں لیا جا سکتا ہے۔ پھر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ وہی بات کہنا مقصود ہوتی جو علما نے بالعموم اِس سے سمجھی ہے تو اُس کے لیے موزوں ترکیب 'الدجال الممسوح' کی تھی۔ 'الدجال' کو صفت کے مقام پر رکھ کر اُس سے پہلے لفظ 'المسیح' کا استعمال اُس کے لیے کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ چنانچہ لفظ 'المسیح' پر الف لام ہمارے نزدیک عہد کا ہے اور اِس سے مراد وہ 'مسیح' ہے جس کی بعثت کے یہود صدیوں سے منتظر تھے۔ اِس انتظار کی وجہ اُن کے نبیوں کی یہ پیشین گوئی تھی کہ اُن کے پروردگار کی طرف سے ایک 'مسیح' آنے والا ہے جو اُس ذلت سے اُنھیں نجات دلائے گا جس میں وہ صدیوں سے مبتلا ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اِسی پیشین گوئی کے مطابق اور اِس کے حقیقی مصداق کی حیثیت سے ہوئی، مگر وہ اُنھیں ماننے کے لیے تیار نہیں ہوئے، لہٰذا اب بھی ہمہ وقت چشم براہ ہیں کہ اُن کے اِس ''مسیح موعود'' کی بعثت کسی وقت لازماً ہو گی۔ صاحب ''تفہیم القرآن'' مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے لکھا ہے:

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

"... اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور اُن کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے درپے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ آخرکار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے اُن کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا، تو انبیاے بنی اسرائیل نے اُن کو خوش خبری دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک "مسیح" آنے والا ہے جو اُن کو اِس ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشین گوئیوں کی بنا پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو، لڑ کر ملک فتح کرے، بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لا کر فلسطین میں جمع کر دے، اور اُن کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے۔ لیکن اُن کی اِن توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے اُن کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اُنھیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے۔ اُس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اُس مسیح موعود (Promised Messiah) کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوش خبریاں اُن کو دی گئی تھیں۔ اُن کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ربّیوں کے ادبیات میں اُس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اُس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ امید لیے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہو گا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ، (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) اُنھیں واپس دلائے گا، اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اِس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔" (۱۶۵/۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اِسی کے بارے میں فرمایا ہے کہ کوئی دجال یہود کے اندر سے اُن کا "مسیح موعود" بن کر اٹھے گا اور لوگوں کے لیے ایک عظیم فتنہ برپا کر دے گا۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح مسلم، رقم ۱۵۸ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے متابعات اِن مراجع میں دیکھ لیے جا سکتے ہیں: مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۵۹۶۔ مسند اسحاق بن راہویہ، رقم ۲۱۸۔ مسند احمد، رقم ۹۷۵۲۔ سنن ترمذی، رقم ۳۰۷۲۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۶۱۷۲۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۲۳۔ المسند المستخرج علی صحیح مسلم، ابو نعیم، رقم ۳۹۶۔ السنن الواردۃ فی الفتن، دانی، رقم ۶۹۵۔ الاعتقاد، بیہقی ۲۱۳۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ـــ ٦ ـــ

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ:[١] اطَّلَعَ[٢] النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا [مِنْ غُرْفَةٍ لَهُ[٣]] وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ، فَقَالَ: «مَا تَذَاكَرُونَ؟» قَالُوا: نَذْكُرُ السَّاعَةَ،[٤] قَالَ: «إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ: -فَذَكَرَ- الدُّخَانَ، وَالدَّجَّالَ، وَ[خُرُوجَ[٥]] الدَّابَّةَ،[٦] وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ[٧] عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَ[فَتْحَ[٨]] يَأَجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ،[٩] وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ، [مِنْ قَعْرِ عَدَنِ أَبْيَنَ،[١٠]] تَطْرُدُ[١١] النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ،[١٢] [تَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا[١٣]]».

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم باہم گفتگو کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کمرے سے ہماری طرف جھانکتے ہوئے پوچھا: تم کس موضوع پر بات کر رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک اُس سے پہلے تم دس نشانیاں نہیں دیکھ لوگے۔ پھر آپ نے اُن علامات کو اِس طرح بیان فرمایا: دھواں،[١] دجال، زمین کے جانور کا ظہور، سورج کا اپنے غروب کی جگہ سے طلوع ہونا،[٢] عیسیٰ ابن مریم کا نزول،[٣] یاجوج وماجوج کو کھول دینا،[٤] تین خطوں، یعنی مشرق، مغرب اور جزیرہ نماے عرب میں زمین کا دھنس جانا۔ اور آخر میں یمن میں ابین کے شہر عدن کے گڑھے سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر اُن کے محشر کی طرف لے جائے

گی،[5] یہ آگ، جہاں لوگ رات گزاریں گے، اُن کے ساتھ وہیں رات گزارے گی اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے، اُن کے ساتھ وہیں قیلولہ کرے گی۔[6]

۱۔اِس سے مراد کوئی بڑا ایٹمی انفجار بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔یہ اور اِس سے پہلے جو نشانیاں بیان ہوئی ہیں، اُن کی وضاحت ہم روایات ۴ اور ۵ کے تحت کر چکے ہیں۔

۳۔اِس روایت کے جو اختلافات متن کے حواشی میں بیان ہوئے ہیں، اُن سے واضح ہے کہ اِس کا ایک طریق وہ بھی ہے جس میں نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی جگہ 'ريح تلقي الناس في البحر'، ''ایک ہوا جو لوگوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گی'' کی نشانی بیان ہوئی ہے۔اِس کا حوالہ متن کے حواشی میں دیکھا جا سکتا ہے۔یہ طریق اگرچہ موقوف ہے، لیکن ہمارے نزدیک دو وجوہ سے اِس کو مضمون کے لحاظ سے ترجیح حاصل ہے۔ چنانچہ دسویں نشانی اِسی ہوا کو سمجھنا چاہیے:

ایک اِس وجہ سے کہ نزول مسیح کا جو وقت آگے ایک روایت میں بیان ہوا ہے، وہ فتح قسطنطنیہ کے فوراً بعد تھا۔یہ فتح ۱۴۵۳ء میں ہو چکی ہے۔ہر صاحب علم اِس بات سے واقف ہے کہ اُس کے بعد اِس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

دوسرے اِس وجہ سے کہ مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو تصریحات قرآن میں وارد ہیں، اُن کے اِس نزول کو کسی طرح قبول نہیں کرتیں۔ چنانچہ اپنی کتاب ''میزان'' کے باب ''ایمانیات'' میں ''قیامت کی علامات'' کے زیر عنوان ہم نے لکھا ہے:

> ''اولاً، اِس لیے کہ مسیح علیہ السلام کی شخصیت قرآن مجید میں کئی پہلوؤں سے زیر بحث آئی ہے۔ اُن کی دعوت اور شخصیت پر قرآن نے جگہ جگہ تبصرہ کیا ہے۔روز قیامت کی ہلچل بھی قرآن کا خاص موضوع ہے۔ ایک جلیل القدر پیغمبر کے زندہ آسمان سے نازل ہو جانے کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔لیکن موقع بیان کے باوجود اِس واقعے کی طرف کوئی ادنیٰ اشارہ بھی قرآن کے بین الدفتین کسی جگہ مذکور نہیں ہے۔علم و عقل اِس خاموشی پر مطمئن ہو سکتے ہیں؟ اِسے باور کرنا آسان نہیں ہے۔
>
> ثانیاً، اِس لیے کہ سورۂ مائدہ میں قرآن نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے جو قیامت کے دن ہو گا۔اُس میں اللہ تعالیٰ اُن سے نصاریٰ کی اصل گم راہی کے بارے میں پوچھیں گے کہ کیا تم نے یہ تعلیم اِنھیں دی تھی کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود بناؤ۔اِس کے جواب میں وہ دوسری باتوں

کے ساتھ یہ بھی کہیں گے کہ میں نے تو اِن سے وہی بات کہی جس کا آپ نے حکم دیا تھا اور جب تک میں اِن کے اندر موجود رہا، اُس وقت تک دیکھتا رہا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ لیکن جب آپ نے مجھے اٹھا لیا تو میں نہیں جانتا کہ اِنھوں نے کیا بنایا اور کیا بگاڑا ہے۔ اِس کے بعد تو آپ ہی اِن کے نگران رہے ہیں۔ اِس میں دیکھ لیجیے، مسیح علیہ السلام اگر ایک مرتبہ پھر دنیا میں آ چکے ہیں تو یہ آخری جملہ کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ اِس کے بعد تو اُنھیں کہنا چاہیے کہ میں اِن کی گم راہی کو اچھی طرح جانتا ہوں اور ابھی کچھ دیر پہلے اِنھیں اُس پر متنبہ کر کے آیا ہوں۔ فرمایا ہے:

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ. (المائدہ۵:۱۱۷)

”میں نے تو اُن سے وہی بات کہی تھی جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی۔ میں اُن پر نگران رہا، جب تک میں اُن کے درمیان تھا۔ پھر جب آپ نے مجھے وفات دی تو اُس کے بعد آپ ہی اُن کے نگران رہے ہیں اور آپ ہر چیز پر گواہ ہیں۔“

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ثالثاً، اِس لیے کہ سورۂ آل عمران کی ایک آیت میں قرآن نے مسیح علیہ السلام کے بارے میں قیامت تک کا لائحۂ عمل بیان فرمایا ہے۔ یہ موقع تھا کہ قیامت تک کے الفاظ کی صراحت کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ وہ چیزیں بیان کر رہے تھے جو اُن کے اور اُن کے پیرووں کے ساتھ ہونے والی ہیں تو یہ بھی بیان کر دیتے کہ قیامت سے پہلے میں ایک مرتبہ پھر تجھے دنیا میں بھیجنے والا ہوں، مگر اللہ نے ایسا نہیں کیا۔ سیدنا مسیح کو آنا ہے تو یہ خاموشی کیوں ہے؟ اِس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ آیت یہ ہے:

اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ. (۳:۵۵)

”میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تیرے اِن منکروں سے تجھے پاک کروں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک اِن منکروں پر غالب رکھوں گا۔ پھر تم سب کو بالآخر میرے پاس آنا ہے۔ سو اُس وقت میں تمھارے درمیان اُن چیزوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔“ “(۱۸۲)

۴۔ اِن کا ذکر سورۂ انبیا (۲۱) کی آیات ۹۶-۹۷ میں بھی ہوا ہے۔ یہ دونوں نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد میں سے ہیں، جو ایشیا کے شمال مشرقی علاقوں میں آباد ہوئی۔ بائیبل کی کتاب پیدایش میں ہے:

''نوح کے بیٹوں سم، حام اور یافت کی اولاد یہ ہیں۔ طوفان کے بعد اُن کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے۔ بنی یافت یہ ہیں۔ جمر اور ماجوج اور مادی اور یاوان اور توبل اور مسک اور تیراس۔ اور جمر کے بیٹے اشکناز اور ریفت اور تجرمہ۔ اور یاوان کے بیٹے الیسہ اور ترسیس۔ کتّی اور دودانی۔ قوموں کے جزیرے اِن ہی کی نسل میں بٹ کر ہر ایک کی زبان اور قبیلہ کے مطابق مختلف ملک اور گروہ ہو گئے۔'' (۱۰: ۱-۵)

یہی بیان مسلمان مورخین کا بھی ہے۔ ملاحظہ ہو: الکامل فی التاریخ، ابن الاثیر ۱/ ۶۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۱/ ۱۷۵۔ ابن خلدون نے تصریح کی ہے کہ علماے انساب یافث کی باقی اولاد کے بارے میں تو اختلافات بھی بیان کرتے ہیں، مگر اِس پر متفق ہیں کہ یہ دونوں اُسی کی ذریت ہیں، 'وأما يافث فمن ولده الترك والصين والصقالبة ويأجوج ومأجوج باتفاق من النسابين' (تاریخ ۲/ ۱۰)۔

بائیبل کے صحیفہ حزقی ایل کے باب ۳۸، ۳۹ میں اِن کا تعارف روس، ماسکو اور توبالسک کے فرماں روا کی حیثیت سے کرایا گیا ہے۔ بعد میں یہی ہیں جو تاتاری، ہن، منگول اور سیتھین کے ناموں سے بھی مشہور ہوئے۔ چنانچہ اسرائیلی مورخ یوسیفوس اِن سے مراد سیتھین قوم لیتا ہے اور جیروم کا بیان ہے کہ ماجوج کاکیشیا کے شمال میں بحر خَزَر کے قریب آباد تھے۔ پھر یہ بھی معلوم ہے کہ اِنھی کے بعض قبائل یورپ پہنچے اور اس کے بعد اُن لوگوں میں بھی شامل ہوئے، جنھوں نے امریکا اور آسٹریلیا کو آباد کیا ہے۔ یوحنا عارف کا جو مکاشفہ بائیبل کے آخر میں نقل ہوتا ہے، اُس کی رو سے اِن کے خروج کی ابتدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ایک ہزار سال بعد کسی وقت ہو گی۔ جس کے آخر میں یہ زمین کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گے۔ اِن کا فساد جب انتہا کو پہنچے گا تو ایک آگ آسمان سے اترے گی اور قیامت کا زلزلہ برپا ہو جائے گا:

''اور جب ہزار برس پُورے ہو چُکیں گے تو شَیطان قَید سے چھوڑ دِیا جائے گا۔ اور اُن قَوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہوں گی یعنی جُوج و ماجُوج کو گُمراہ کر کے لڑائی کے لیے جمع کرنے کو نِکلے گا۔ اُن کا شُمار سُمندَر کی ریت کے برابر ہو گا۔ اور وہ تمام زمین پر پھَیل جائیں گی اور مُقدّسوں کی لشکر گاہ اور عزِیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گی اور آسمان پر سے آگ نازِل ہو کر اُنھیں کھا جائے گی''۔ (مکاشفہ ۲۰: ۷-۹)

یہ پیشین گوئی بھی حرف بہ حرف پوری ہوئی ہے اور گذشتہ کئی صدیوں سے یاجوج وماجوج کا خروج شروع

ہو چکا ہے۔ اِس وقت عالمی سطح پر اِنھی کی حکومت قائم ہے اور اِن کا یہ خروج مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے اب اپنے عروج کی طرف بڑھ رہا ہے۔

اِس کی تفصیلات کے لیے دیکھیے: فیض الباری، انور شاہ کشمیری ۴/ ۱۹۷۔ ترجمان القرآن، ابوالکلام آزاد ۲/ ۴۲۱-۴۲۳ اور تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی ۳/ ۴۳-۴۶۔

۵۔ یہ وقوع قیامت کی پہلی اور تمام نشانیوں میں آخری نشانی ہے، جس کے بعد وہ ہوا چلے گی جو لوگوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ اِس ہوا کو آخری نشانی، غالباً اِس لیے نہیں کہا گیا کہ یہ نشانی سے زیادہ اُن لوگوں کے لیے گویا خود قیامت کی ابتدا ہے، جو اِس کے نتیجے میں سمندر کی نذر ہو جائیں گے۔

۶۔ مطلب یہ ہے کہ اُن کا پیچھا نہیں چھوڑے گی، یہاں تک کہ اُنھیں ہانک کر محشر میں لے جائے گی۔

متن کے حواشی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۔ اِس روایت کا متن اصلاً صحیح مسلم، رقم ۲۹۰۱ سے لیا گیا ہے۔ متن کے کچھ اختلافات کے ساتھ اِس کے باقی طرق اِن مراجع میں نقل ہوئے ہیں: الزہد والرقائق، ابن مبارک، رقم ۱۶۰۶۔ مسند طیالسی، رقم ۱۱۶۳۔ مسند حمیدی، رقم ۸۴۹۔ مسند ابن ابی شیبہ، رقم ۸۱۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۴۶۴، ۳۷۵۴۲۔ مسند احمد، رقم ۱۶۱۴۱، ۱۶۱۴۳، ۱۶۱۴۴، ۲۳۸۷۸۔ صحیح مسلم، رقم ۲۹۰۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۵۵۔ اخبار مکۃ، فاکہی، رقم ۲۳۴۹۔ سنن ابی داود، رقم ۴۳۱۱۔ سنن ترمذی، رقم ۲۱۸۳۔ الآحاد والمثانی، ابن ابی عاصم، رقم ۱۰۱۲۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۱۳۱۶، ۱۱۴۱۸۔ شرح مشکل الآثار، طحاوی، رقم ۹۵۹، ۹۶۰۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۷۹۱، ۶۸۴۳۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۳۰۲۸، ۳۰۲۹، ۳۰۳۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۳۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۴۔ معرفۃ الصحابۃ، ابو نعیم، رقم ۱۸۶۵۔ حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ۱/ ۳۵۵۔

حذیفہ بن اسید کے علاوہ متن کے معمولی اختلاف کے ساتھ یہ روایت واثلہ بن اسقع کی وساطت سے بھی نقل ہوئی ہے، جسے مسند شامیین، طبرانی، رقم ۸۶۴ اور المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۹۵ میں دیکھ لیا جا سکتا ہے۔

حذیفہ بن اسید کی روایت کے تمام متون کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں قیامت کی مندرجہ بالا دس نشانیوں کو بیان کرنے میں راویوں کے ہاں بہت اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے۔ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ روایت کے تمام طرق میں یہ بات نقل ہونے کے بعد کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اُس وقت

تک قائم نہیں ہو گی، جب تک لوگوں کے سامنے اُس کی دس نشانیاں نہ آ جائیں، خود اِن دس نشانیوں کو نقل کرنے میں راویوں کے حفظ و اتقان میں کچھ نقص اور اُن کے بیانات میں اختلافات ہیں۔

بعض روایتوں، مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۴۶۴ میں راوی اِن دس نشانیوں میں سے صرف دو بیان کر پائے ہیں اور وہ 'سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' اور 'خروج دجال' ہے۔ باقی آٹھ نشانیوں کا اُنھوں نے ذکر ہی نہیں کیا۔

سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۴۱ میں 'دھویں' کے اضافے کے ساتھ تین نشانیاں بیان ہوئی ہیں۔ باقی نشانیوں کا اُس میں بھی ذکر نہیں ہے۔

الکنیٰ والاسماء، دولابی، رقم ۴۰۶ میں راوی پانچ نشانیاں بیان کر پائے ہیں اور وہ یہ ہیں: خروج دجال، دھواں، زمین کے جانور کا خروج، مشرق میں اور جزیرہ نمائے عرب میں زمین کا دھنس جانا۔ اِس طریق میں باقی پانچ نشانیاں مذکور نہیں ہیں۔

مسند ابن ابی شیبہ، رقم ۷۸۱ میں دس نشانیوں میں سے آٹھ نقل ہوئی ہیں اور وہاں 'دھویں' اور 'نزول مسیح' کا ذکر نہیں ہے۔ باقی آٹھ نشانیاں وہی ہیں جن کا ذکر اوپر مرکزی متن میں آیا ہے۔

تین طرق ایسے ہیں جن میں راویوں نے دس میں سے نو نشانیاں بیان کی ہیں، جب کہ اُن تینوں میں 'نزول مسیح' کا ذکر نہیں ہے۔ وہ طرق یہ ہیں: مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۵۴۲۔ الآحاد والمثانی، ابن ابی عاصم، رقم ۱۰۱۲۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۳۰۳۱۔

علاوہ ازیں المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۳۰۲۸ کا ایک طریق ایسا ہے جس میں نو نشانیاں مذکور ہیں، لیکن اُس میں غیر مذکور دسویں نشانی 'نزول مسیح' کے بجائے 'دھواں' ہے۔

حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ابو نعیم میں ایک طریق ایسا ہے جس میں 'نزول مسیح' کو دسویں نشانی کے طور پر راوی نے بیان تو کیا ہے، مگر اُس کا اسلوب شک کا ہے۔ ملاحظہ ہو: ۳۵۵/۱۔

اِسی طرح الایمان، ابن مندہ کی روایت، رقم ۱۰۰۱ میں دس نشانیاں پوری بیان ہوئی ہیں، لیکن اُس میں ایک نشانی کے بارے میں مرکزی متن میں اوپر بیان ہونے والی نشانیوں سے ایک نیا اختلاف ہے اور وہ یہ کہ اُس میں 'یاجوج وماجوج کے خروج' کا ذکر نہیں ہے، بلکہ اِس کی جگہ ایک ایسی پیلی آندھی کا ذکر ہے جو یمن کی طرف سے آئے گی اور ہر بندۂ مومن کی روح قبض کر لے گی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مزید برآں، روایت کے متعدد طرق ایسے ہیں جن میں دسویں نشانی کے بارے میں راویوں کا ایک متعین اختلاف بیان ہوا ہے۔ ایک راوی کا کہنا ہے کہ دسویں نشانی 'نزول مسیح' ہے، جب کہ دوسرے راوی کا بیان ہے کہ یہ نشانی ایک ایسی آندھی کی ہے جو لوگوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ متن کے اِس اضطراب کو بیان کرنے والے طرق یہ ہیں: مسند احمد، رقم ۱۶۱۴۳، ۲۳۸۷۸۔ صحیح مسلم، رقم ۲۹۰۱۔ سنن ترمذی، رقم ۲۱۸۳۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۰۲۔

اِسی طرح ایک ایسی روایت بھی ہے جس میں راویوں نے کل نشانیاں دس کے بجاے گیارہ بیان کر دی ہیں۔ اور وہ اِس طرح کہ اُس میں باقی نو نشانیوں کے علاوہ 'نزول مسیح' اور 'لوگوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دینے والی آندھی' کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو: معرفۃ الصحابۃ، ابو نعیم، رقم ۱۸۶۵۔

متن کے اختلاف و اضطراب کے مندرجہ بالا وجوہ کے علاوہ اِس روایت کی سند میں بھی راویوں کا ایک اختلاف نقل ہوا ہے، اور وہ یہ ہے کہ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ روایت میں یہ دس نشانیاں حذیفہ بن اسید کے اپنے قول کے طور پر نقل ہوئی ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے طور پر مروی نہیں ہیں، چنانچہ یہ ایک موقوف روایت ہے۔ راویوں کے مابین سند کے رفع و وقف کا یہ اختلاف جن روایتوں کی اسانید میں دیکھ لیا جا سکتا ہے، اُن کے مراجع یہ ہیں: مسند احمد، رقم ۱۶۱۴۳، ۲۳۸۷۸۔ صحیح مسلم، رقم ۲۹۰۱۔ الایمان، ابن مندہ، رقم ۱۰۰۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۷۹۱۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۲۔ کئی طرق، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۶۱۴۴ میں یہاں 'اطَّلَعَ' کے بجاے 'أَشْرَفَ' کا لفظ آیا ہے۔ معنی کے اعتبار سے دونوں مترادف ہیں۔

۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۵۴۲۔

۴۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۱۳۱۶ میں اِنھی حذیفہ سے واقعے کی یہ ابتدا اِس طرح نقل ہوئی ہے کہ 'كُنَّا نَتَحَدَّثُ فِي ظِلِّ غُرْفَةٍ لِرَسُولِ اللهِ فَذَكَرْنَا السَّاعَةَ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَأَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غُرْفَتِهِ فَقَالَ: «عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ؟» أَوْ «عَمَّ يَتَحَدَّثُونَ؟» قُلْنَا: ذِكْرُ السَّاعَةِ'، ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کمرے کے سایے میں گفتگو کر رہے تھے، اِس دوران میں ہم نے قیامت کا تذکرہ کیا تو اُس وقت ہماری آوازیں اونچی ہو گئی تھیں، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کمرے سے ہماری طرف جھانکا اور فرمایا: لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے

پوچھ رہے ہیں؟ یا فرمایا کہ لوگ کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: قیامت کا ذکر ہو رہا ہے''۔

۵۔ سنن ابی داود، رقم ۴۳۱۱۔

۶۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند ابن ابی شیبہ، رقم ۸۱۷ میں یہاں 'دَابَّةُ الْأَرْضِ'، ''زمین کا جانور'' کے الفاظ آئے ہیں۔

۷۔ بعض طرق، مثلاً سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۵۵ میں یہاں 'نُزُول'، ''اترنا'' کے بجاے 'خُرُوج'، ''ظاہر ہونا'' کا لفظ نقل ہوا ہے۔

۸۔ مسند طیالسی، رقم ۱۱۶۳۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۶۱۴۴ میں یہاں 'فَتْح'، ''کھول دینے'' کے بجاے 'خُرُوج'، ''ظاہر ہونے'' کا لفظ آیا ہے۔

۹۔ المعجم الصغیر، طبرانی رقم ۱۰۷ میں انس بن مالک سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: 'ذُكِرَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَسْفٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ، فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: يَا رَسُولَ اللهِ يُخْسَفُ بِأَرْضٍ فِيهَا الْمُسْلِمُونَ؟ فَقَالَ: «نَعَمْ، إِذَا كَانَ أَكْثَرُ أَهْلِهَا الْخُبُثَ»'۔ انس کی یہی روایت طبرانی نے المعجم الاوسط، رقم ۱۸۴۱ میں بھی نقل کی ہے۔

۱۰۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۵۵۔

۱۱۔ کئی طرق، مثلاً مسند طیالسی، رقم ۱۱۶۳ میں یہاں 'تَطْرُدُ' کے بجاے 'تَسُوقُ' کا لفظ آیا ہے، جب کہ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۶۱۴۳ میں 'تُرَحِّلُ' کا لفظ روایت ہوا ہے۔ معنی کے لحاظ سے اِن تینوں الفاظ میں یہاں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔

۱۲۔ اکثر طرق، مثلاً سنن ابن ماجہ، رقم ۴۰۵۵ میں یہاں 'مَحْشَرِهِمْ' کی ترکیب اضافی کے اسلوب کے بجاے لام تعریف کے ساتھ لفظ 'الْمَحْشَرِ' آیا ہے۔ واثلہ بن اسقع سے منقول دو روایتوں میں یہاں یہ الفاظ آئے ہیں: 'تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ تَحْشُرُ الذَّرَّ وَالنَّمْلَ'، ''لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی، ذرات اور چیونٹیوں تک کو جمع کر دے گی''۔ ملاحظہ ہو: مسند شامیین، طبرانی، رقم ۸۶۴۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۹۵۔

۱۳۔ مسند احمد، رقم ۱۶۱۴۴۔ کئی طرق، مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۷۵۴۲ میں یہاں 'تَنْزِلُ مَعَهُمْ

إِذَا نَزَلُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا‘، ”یہ آگ، جب لوگ پڑاؤ ڈالیں گے، اُن کے ساتھ پڑاؤ ڈالے گی اور جب وہ قیلولہ کریں گے، اُن کے ساتھ قیلولہ کرے گی“ کے الفاظ روایت ہوئے ہیں، جب کہ بعض روایتوں، مثلاً شرح مشکل الآثار، طحاوی، رقم ۹۵۹ میں ’تَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا، وَتَرُوحُ مَعَهُمْ إِذَا رَاحُوا‘، ”جب لوگ قیلولہ کریں گے، اُن کے ساتھ قیلولہ کرے گی اور جب وہ کوچ کریں گے، اُنھی کے ساتھ کوچ کرے گی“ کے الفاظ ہیں۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com